Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA

Ph:+91-1872-220186, Fax: +91-1872-224186, Mob. +91-98154-94687, E-mail:ansarullahbharat@gmail.com

نمبر/Ref   تاریخ/Date

توکّل علی اللہ کے حوالے سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایمان افروز تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 18 / ستمبر 2026ء ۱۸ رتبوک ۱۴۰۵ ہش) بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اللہ تعالیٰ پر توکّل کا ذکر کرتے ہوئے گذشتہ خطبے میں مَیں نے آپؐ کی مکّے سے ہجرت کے واقعات بیان کیے تھے۔ اس سفر کی کچھ مزید تفصیل بھی ہے جس کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے، اور اس سے آپؐ کے توکّل کی شان مزید نمایاں ہوتی ہے۔

ہجرت کے موقع پر سراقہ بن مالک نے قریش کی طرف سے مقرر کیے گئے انعام کے لالچ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تعاقب کیا۔ سراقہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے خود یہ واقعہ بیان کیا۔ ان کے مطابق قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زندہ یا مردہ پکڑنے والے کے لیے سو سو اونٹ مقرر کیے تھے۔ سراقہ کو جب معلوم ہوا کہ ساحل کی طرف تین افراد کا ایک قافلہ جا رہا ہے اور غالب گمان یہی ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ہیں تو انہوں نے اس خبر کو چھپا لیا تاکہ انعام میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ سراقہ نے اپنی تیز رفتار گھوڑی منگوائی اور قافلے کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ جلد ہی قافلے کے قریب پہنچ گیا، یہاں تک کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم پڑھنے کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِدھر اُدھر نہیں دیکھ رہے تھے۔ سراقہ کی گھوڑی نے خلافِ معمول ٹھوکر کھائی اور اس کی ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں۔ اس نے فال نکالی جو اس کے ارادے کے خلاف نکلی، لیکن وہ انعام کے لالچ میں آگے بڑھتا رہا۔ آخر کار گھوڑی کی ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں اور سراقہ نے محسوس کیا کہ اس تعاقب میں کوئی خیر نہیں۔ اس پر سراقہ نے امان کی آواز لگائی اور کہا کہ اس کی طرف سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سے پوچھو وہ کیا چاہتا ہے۔ سراقہ نے اپنا تعاقب کرنے کا مقصد بیان کیا اور کہا کہ مکہ والوں نے آپ دونوں کے لیے انعام مقرر کیا ہے اور وہ اسی لالچ میں آیا تھا، لیکن جو کچھ اس کے ساتھ ہوا

ہےاس سے وہ سمجھ گیا ہے کہ تعاقب درست نہیں۔اس نے زادِ راہ اور سفر کے سامان کی پیشکش بھی کی ،مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمایا اور صرف یہ فرمایا کہ ہمارے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔سراقہ نے اس کا وعدہ کیا اور امان کی تحریر طلب کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اسے امان کی تحریر دی گئی۔ایک روایت کے مطابق واپسی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں ہوں گے؟ سراقہ نے حیرت سے پوچھا: کسریٰ بن ہرمز؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، وہی کسریٰ بن ہرمز۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب کسریٰ کے کنگن ،تاج اور کمر بند لائے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کو بلایا،انہیں وہ کنگن پہنائے اور فرمایا کہ کہو: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ بن ہرمز سے یہ دونوں چھین کر عطا کیے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اسباب کا انتظام اور استعمال اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل یہ ضروری چیز ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل کا ذکر کرتے ہوئے اس نکتے کو حضرت مصلح موعود نے اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ شخص جسے خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین ہو اور پھر ساتھ ہی اسے یہ بھی یقین ہو کہ مجھے اس نے ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے وہ ترک عمل کب کر سکتا ہے۔وہ تو سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہوتا ہے۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال آپؐ کے ایمان کی وجہ سے تھے کیونکہ جو شخص سمجھتا ہے کہ ایک خدا ہے اور اس نے مجھے کسی خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے وہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کوشش بھی کرتا ہے چنانچہ دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ایمان کا اظہار کرتے ہیں جہاں غار ثور میں بیٹھے ہوئے حضرت ابوبکرؓ سے کہتے ہیں کہ ابوبکر مت گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے اور وہی ہمارا محافظ ہے وہاں آپ دین کے دوسرے کاموں میں رات اور دن اس طرح مشغول رہتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ساری خدائی کے کام آپؐ کے ہی سپرد کیے جا چکے ہیں۔

پس جہاں تک انسانی تدابیر آپؐ کر سکتے تھے وہاں تک آپ تمام تدابیر سے کام لیتے ہیں اور پھر اللہ پر توکل کیا کرتے تھے۔پس آپؐ کا ایمان جہالت اور سستی والا ایمان نہ تھا بلکہ آپؐ کا ایمان مشاہدہ والا ایمان تھا اور مشاہدے والا ایمان اسی شخص کا ہوتا ہے جو ایک ہی وقت میں توکل بھی کرتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے گویا عمل اور توکل دونوں کو اکٹھا رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بیان فرماتے ہیں وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظّمہ میں شامل حال رہا اس زمانے کی تاریخ پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت بھی کہ جب تک کسی کو پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔

مدینہ تشریف لانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل کے ساتھ ظاہری اسباب اختیار فرمائے۔

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ مدینہ آئے اور انصار نے انہیں پناہ دی تو تمام عرب ان کے مقابلے کے لیے اکٹھا ہو گیا۔ مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ وہ ہتھیاروں کے بغیر نہ رات گزارتے تھے اور نہ صبح کرتے تھے۔ توکل کے ساتھ ہر وقت اپنی حفاظت کا انتظام بھی رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آتا ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگتے رہے اور فرمایا کہ کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میری حفاظت کرتا۔ اسی حالت میں ہتھیاروں کی آواز سنائی دی۔ پوچھنے پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ آپؐ کی حفاظت کے لیے آئے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں سعد اور حذیفہ کے آنے کا ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور سو گئے۔ اسی دوران آیت نازل ہوئی: وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب لوگ واپس چلے جائیں، اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقین دہانی نہ ہوئی، آپؐ نے ظاہری حفاظت کا انتظام رکھا اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کی یقین دہانی ہوئی تو پہرہ ہٹا دیا۔

حضور انور نے فرمایا: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط بھیجے تو کسریٰ نے آپ کا خط تکبر سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو کامل توکل کے نتیجہ میں فرمایا کہ خدا خود ان لوگوں کو پارہ پارہ کرے۔ کسریٰ نے یمن کے والی کے ذریعہ آپ کو گرفتار کرنے کے لیے دو سپاہی بھیجے۔ انہوں نے آپؐ کو اپنے آقا کے حکم سے آگاہ کیا تو آپؐ نے کسی گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا اور فرمایا کہ آج رات یہاں ٹھہرو، کل جواب دوں گا۔ اگلی صبح آپؐ نے انہیں واپس جانے کو کہا اور فرمایا کہ میرے رب نے آج رات تیرے رب، یعنی کسریٰ، کو قتل کر دیا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اسی رات خسرو پرویز کو اس کے بیٹے شیرویہ سائرس نے قتل کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوات کے لیے بھی کامل توکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اذن سے جاتے اور روانگی کے وقت دعا فرماتے تھے: اے اللہ! تو میرا بازو ہے، تو میرا مددگار ہے اور میں تیرے ذریعہ لڑائی کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب تو ہوتا ہے مگر چاہئے کہ توکل کو کبھی ہاتھ سے نہ دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدر کے موقع پر سخت اضطراب ہوا چنانچہ عرض کرتے تھے کہ: اے میرے رب اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین میں تیری عبادت کبھی نہیں کی جائے گی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضطراب فقط بشری تقاضا سے تھا کیونکہ دوسری طرف توکل کو آپ نے ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آسمان کی طرف نظر تھی اور یقین تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ یاس مایوسی یا ناامیدی کو قریب نہیں آنے دیا۔ ایسے اضطرابوں کا آنا انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے مگر انسان کو چاہئے کہ یاس کو پاس نہ آنے دے کیونکہ یاس یعنی مایوسی اور ناامیدی کو پاس نہ آنے دے کیونکہ یاس تو کفار کی صفت ہے۔ انسان کو طرح طرح کے خیالات اضطراب کا وسوسہ ڈالتے ہیں مگر ایمان ان وساوس کو دور کر دیتا ہے۔ بشریت اضطراب خریدتی ہے اور ایمان اس کو دفع کرتا ہے۔

جنگِ احزاب میں مسلمانوں نے مدینہ میں رہ کر دشمن کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ توکل کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ جنگی حکمتِ عملی کے تحت تھا۔ مدینہ کے ارد گرد خندق کھودی گئی تا کہ دشمن کے فوری حملے سے حفاظت ہو سکے۔ مسلمان شدید غربت اور تنگی کے باوجود خندق کی کھدائی میں شریک ہوئے۔ جنگِ احزاب ہی کے موقع پر حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ خندق کھودتے ہوئے ایک سخت پتھر سامنے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسے توڑنے کے لیے کدال لی، حالانکہ آپؐ کے پیٹ پر بھوک کی شدت کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا اور تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے گھر جا کر کچھ جَو اور بکری کے ایک بچے کا انتظام کیا۔ کھانا تیار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مہاجرین و انصار کو ساتھ لے لیا۔ تھوڑے سے کھانے میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی اور سب صحابہ سیر ہو گئے، بلکہ کھانا بچ بھی گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کی بیوی سے فرمایا کہ اب یہ کھاؤ اور ہدیہ بھیجو، کیونکہ لوگ بہت بھوکے ہیں۔ غزوۂ حنین میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ مسلمان ایک موقع پر پیچھے ہٹ گئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان سے نہیں ہٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر پڑھ رہے تھے: اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِب اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ یعنی میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں؛ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

غزوۂ بدر کے موقع پر حبیب بن یساف نامی ایک طاقتور اور بہادر شخص مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونا چاہتا تھا، لیکن اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ صرف وہی جنگ میں جائے گا جو ہمارے دین پر ہے۔ حبیب بن یساف دوبارہ اور پھر تیسری مرتبہ آیا۔ آخر کار جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو؟ اور اس نے ہاں میں جواب دیا تو وہ مسلمان ہو گیا اور نہایت بہادری سے جنگ میں شریک ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انتہائی ضرورت کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے غیر مسلم کی مدد قبول نہیں کی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ آج کل کے عقل مندوں کے نزدیک تو کسی کو اپنا دشمن بنانا غلطی ہے، مگر سچ پوچھو تو یہ بھی حقّانیت کی ایک دلیل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کسی ایک سے بھی نہ رکھی، سب سے بگاڑ لی۔ اُن لوگوں کے نزدیک تو نعوذ باللہ آپؐ نے غلطی کی ہے۔ حالانکہ محض خدا کے لیے سب سے بگاڑ لینا آپؐ کی صداقت کا بیّن ثبوت ہے جس سے آپؐ کی قوّتِ ایمانی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَ ادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔